افتتاح کلام

نزولِ وحی کے بعد سے قرآن کریم کی ترتیب و جمع آوری کے حوالے سے ابتدائی دور ہی میں کام شروع ہو چکا تھا۔ جمع و تدوین کلام الٰہی کے بعد قرآن کریم کے اسرار و رموز کی وضاحت و تفسیر پر بھی باقاعدہ کام شروع ہوا اور ہر دور میں اس کے اسرار و رموز سے پردے اٹھتے رہے لیکن زمانے کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اس کتاب عظیم کی تازگی اور اس کے پیغام کی گہرائی میں اضافہ ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ آج کے ترقی یافتہ دور میں انسانی ادراکات اور علم و فہم میں اس قدر اضافہ کے باوجود یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم کسی بھی انسانی معاشرے کی ہدایت و رشد کے لئے کافی ہے اور عصری ضرورتوں کے مطابق اس سے انسان کی نجات اور معنوی و مادی احتیاجات کے لئے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

قرآن کریم کے مختلف پہلو ہیں۔ الفاظ کا حسن ظاہری جہاں قاری کے دل و دماغ کو معطر کرتا ہے مفاہیم کی بلندی کی گہرائی اور فطرت انسانی سے اس کی ہم آہنگی اس کی مردہ روح میں زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے جملوں اور آیات میں موجود موسیقیت ہر اہل دل کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ یہ وہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ عربی نثر میں کوئی نثر قرآن کریم کی طرح سے حسین و دل پذیر اور متاثر کن آواز و آہنگ میں نہیں پڑھی جاتی۔

مسلمانوں کی طرف سے طول تاریخ میں قرآن کریم کے دو پہلوؤں کی طرف خصوصی توجہ دی گئی ہے جن میں سے ایک تفسیر قرآن کریم ہے۔ اس حوالے سے ایک بے بہا ذخیرہ اسلامی ثقافت کے حصہ کے طور پر آج بھی موجود ہے۔ دوسرا تلاوت قرآن کریم ہے۔ اس حوالے سے بھی صدر اسلام ہی سے خصوصی توجہ دی گئی کیونکہ اس کا حکم خود قرآن کریم نے دیا ہے۔ قرآن کریم نے تلاوت کے اصول اور مقاصد دونوں بیان کئے ہیں۔ اس کا حکم ہے کہ قرآن کو بلند آواز میں پاک صاف اور طاہر ہو کر باطنی اور معنوی آمادگی اور صوت حسن کے ساتھ پڑھا جائے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن کو آرام آرام سے واضح تلفظ اور درست ادائیگی کے ساتھ پڑھا جائے۔ سورہ مزمل کی ابتدائی آیات ان نکات کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اس طرح کی تلاوت سے اجتماعی اور معاشرتی طور پر مسلمانوں کو وحدت و اخوت کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ اور انسان کے دل کو قرآن کریم کی معنوی تاثیر سے مجذوب کیا جا سکتا ہے۔ جناب رسالت مآبؐ کے اپنے دور میں ان اصولوں پر عمل کیا جاتا تھا اور صحابہ کرام میں ابو موسیٰ اشعری یمنی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کے تلاوت کلام پاک کا انداز بہت دل نشین ہوتا تھا۔ ان کی دل نشین اور محزون صدا اور آہنگ میں قرآن پاک کی تلاوت سے لوگ بہت متاثر ہوتے تھے کیونکہ ایسی تلاوت قلب انسانی کو اللہ کی طرف متوجہ کرتی ہے اور انسان اپنے باطن میں اطمینان اور سکون کا احساس پاتا ہے۔ قرآن کریم نے شاید اسی لئے اپنے پیروکاروں کو حکم دیا ہے کہ :

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

جب قرآن کی قرأت ہو تو انہیں چاہیے کہ وہ اسے غور سے سنیں اور خاموش رہیں۔ شاید ان پر رحم کیا جائے۔

قرأت و تلاوت قرآن کے موقع پر خاموشی خضوع و خشوع اور احترام ہی کے حوالے سے ہو سکتی ہے۔ مصر کو اس حوالے سے یہ امتیاز حاصل ہے کہ تلاوت و قرأت قرآن کے میدان میں اس ملک کے علماء اور قاریان قرآن نے نئی بنیادیں رکھیں اور تلاوت کے نئے اصول متعارف کرائے اور اس طرح قرأت و تلاوت قرآن کے میدان میں استاد عبدالباسط، استاد مصطفیٰ اسماعیل غلوش، استاد ابوالعینین شعیشع، استاد محمد فرید السندیونی اور استاد محمد صدیق منشاوی جیسے قاری حضرات نے لوگوں میں اپنی سحر آفرین آواز کا جادو جگایا اور صدائے قرآنی سے لوگوں کے دلوں کو مسحور کیا جن میں ہماری حکومت بھی شامل ہے جس نے صدائے قرآنی کو دلوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا ہے جو لائق تحسین ہے لیکن ان پروگراموں کو اسی سرمائے کے ساتھ زیادہ پروقار اور بہتر بنایا جا سکتا تھا اگر ارباب اقتدار اس امر کی طرف تھوڑی سی توجہ معطوف کریں تو یہ کام بہت اچھے انداز میں کیا جا سکتا ہے۔ جب تک لوگ قرآن کریم سے مانوس نہیں ہوتے۔ معاشرہ صالح نہیں بن سکتا۔ اس سے ارباب حکومت کو اپنے ہمسایہ اسلامی ممالک سے سیکھنا چاہیے۔ متحدہ عرب امارات میں رمضان المبارک میں دنیا بھر کے بہترین ۲۰۰ قاریوں کو حکومتی سطح پر دعوت دی کر بلایا جاتا ہے اور دو دو کے گروپس میں انہیں تقسیم کر کے ہر رات مساجد میں عوام کو ان کی دلپذیر و دل نشین آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سنائی جاتی ہے۔ ہر رات ہر مسجد میں نیا گروپ جاتا ہے اور تلاوت پیش کرتا ہے۔ اس طرح ایک ماہ کے عرصے میں ۱۵۰۰ مساجد میں نمازی اور دیگر عوام تلاوت قرآن کے فیوضات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ہمسایہ ملک اسلامی جمہوریہ ایران میں ریڈیو اور ٹی۔وی دونوں پر روز معروف اور مشہور قراء قرآن کی تلاوت پیش کی جاتی ہے۔ ریڈیو پر تو اس کا دورانیہ ۸۔۹ گھنٹوں پر محیط ہوتا ہے۔ اسی طرح نزول قرآن کریم کی راتوں میں حفظ و تلاوت قرآن کریم کے بین الاقوامی مقابلے منعقد ہوتے ہیں جن میں پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، سعودی عرب، کویت، یمن، لبنان، مصر، انڈونیشیا، ملائیشیا اور باقی اسلامی و غیر اسلامی ممالک کے قاریان قرآن شریک ہوتے ہیں اور تمام ہفتہ یہ پروگرام براہ راست T.V سے دکھایا جاتا ہے اور وہاں کے عوام ان قرآن مقابلوں کو اسی شوق لگن اور جذبے سے دیکھتی ہے جس شوق لگن اور جذبے سے ہماری عوام TV پر کرکٹ کے میچ دیکھتی ہے۔ قدروں کے اس فرق کی وجہ شاید سطح فکری اور ترجیحات ہی ہوں...! کسی بھی مصلحت کی وجہ سے اگر ہماری حکومتیں یہ کام نہیں کر سکتیں تو دینی تنظیمیں، دینی ادارے، مدارس وغیرہ تو ایسے قرآنی پروگراموں کا انعقاد کر سکتے ہیں...! دیر کس بات کی ہے...!

المیزان چونکہ قرآنی پرچہ ہے لہٰذا قرآن کریم کے حوالے سے ایسے موضوعات پر قلم اٹھانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔

قارئین کرام، علمائے اسلام، دانشوران قوم اور اساتذہ کرام سے ہماری درخواست ہوگی کہ علوم و معارف قرآنی کی ترویج میں جو بھی قدم اٹھ سکے وہ آگے بڑھیں۔ ہمارا ادارہ ممکنہ حد تک آپ سے تعاون کرے گا، اگر علمی، تحقیقی اور پرمغز تحریریں آپ لکھیں یا کسی کو اس کا اہل پائیں تو المیزان کی طرف سے دعوت عام ہے۔ یہ آپ ہی کا پرچہ ہے۔ آپ ہی کے لئے ہے۔ اسے کلام الٰہی سے قریب تر ہونے کا ایک بہانہ سمجھیے اور شانہ بشانہ ساتھ دیجیے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

محمد امین شہیدی

سورۃ یٰسین کی منتخب آیات کی تفسیر

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ ملک

سورہ کا آغاز قسمیہ کلمات سے ہے۔ ابتدائی آیات میں ساری سورۃ کے مضامین کے متعلق اشارہ فرمایا ہے۔

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

"یٰسین" قسم ہے قرآن کی جو حکمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ بے شک آپ نبیوں میں سے ہیں۔ (۱)

اس کے بعد اہل مکہ کی ہٹ دھرمی کو بھی اعلانیہ بیان فرمایا:

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰى اَكْثَرِ هِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ان میں سے اکثر پر اللہ تعالیٰ کی بات پوری ہو چکی ہے، پس وہ ایمان نہ لائیں گے۔ (۲)

ہدایت کے لئے شرائط

اور اس کے ساتھ ہی ان کی ہٹ دھرمی پر چند علامات بیان فرمادیں اور فرمایا کہ ہدایت کے حصول کے لئے درج ذیل اوصاف کا ہونا ضروری ہے۔ ارشاد تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ

بے شک آپ اس شخص کو نصیحت کر سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور اللہ سے بن دیکھے ڈرتا رہا ہو۔ (۳)

گویا قرآن مجید سے استفادہ کے لئے دو صفات کا ہونا لازم قرار دیا گیا ہے۔

(۱) بن دیکھے اللہ کا خوف دل میں رکھتا ہو۔ یعنی ہمیشہ اللہ کی عظمت کا اعتراف و اقرار کرے۔

(۲) نصیحت کی تلاش میں ہمیشہ سرگرداں رہے۔

نامہ اعمال کی تیاری تین طرح سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ وَ کُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ۝

ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور لوگوں کے ان اعمال کو لکھتے چلے جاتے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجے ہیں
اور ان اعمال کے آثار و نتائج کو بھی درج کرتے ہیں جو وہ پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔(۴)

اس سے معلوم ہوا کہ انسانی زندگی میں اعمال کا اندراج تین طرح سے ہوتا ہے:

ایک وہ عمل جو اس نے کر دیا۔ دوسرا اس عمل کے اثرات اس کی اپنی شخصیت پر۔ تیسرے اس عمل کے نتائج و عواقب جو بہت طویل عرصے تک جاری رہتے ہیں۔

مثال کے طور پر ایک شخص نے ہسپتال قائم کر دیا جب تک اس ہسپتال میں لوگوں کا علاج ہوتا رہے گا، اسے اس کا اجر پہنچتا رہے گا۔ اسی طرح ایک شخص نے مہلک شے ہیروئن ایجاد کی۔ جب تک لوگ اس موذی نشے کا استعمال کرتے رہیں گے اس کے نامہ اعمال میں تمام اثرات اور تباہ کن نتائج لکھے جاتے رہیں گے۔

مبلغ کے دو بنیادی اوصاف۔ بے غرضی اور ہدایت یافتہ ہونا

سورۃ یٰسین میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ کسی بستی میں دو رسولوں کو بھیجا گیا تو بستی کے لوگوں نے نہ صرف ان کے ساتھ بحث و تمحیص کی بلکہ ان کی بات بھی نہیں مانی۔ اس بستی میں سے ایک شخص اٹھا اور اسنے ان رسولوں کی حمایت کی اور یوں کہا:

یٰقَوۡمِ اتَّبِعُوا الۡمُرۡسَلِیۡنَ۝ اتَّبِعُوۡا مَنۡ لَّا یَسۡـَٔلُکُمۡ اَجۡرًا وَّ هُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ۝

اے لوگو! ان اللہ کے بھیجے ہوئے لوگوں کا اتباع کرو (ان میں دو خوبیاں ہیں کہ) انہیں دنیا کی طلب نہیں (اور دوسری بات یہ ہے کہ) یہ خود ہدایت یافتہ لوگ ہیں (۵)

نہ صرف یہ کہ ہدایت کی طرف دوسروں کو بلاتے ہیں بلکہ اس ہدایت پہ خود بھی مخلصانہ طور پر عمل کرتے ہیں۔ یہاں سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک صحیح مبلغ اور داعی میں دو بنیادی صفات کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ بے غرضی سے اور کسی اجر یا مزدوری کے لالچ کے بغیر دین کا کام کرتا چلا جائے۔ دوسرا یہ کہ جس دعوت اور ہدایت کی طرف وہ اوروں کو بلا رہا ہے، اس پر خود بھی عمل کرنے والا ہو۔ اس کی اصل دعوت یہ ہے کہ وہ خود بھی اللہ تعالیٰ کا طلبگار رہے اور دوسروں کو بھی اللہ تعالیٰ سے واصل کرے۔

کچھ اور مانگنا میرے مذہب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے میرے دست سوال میں

برزخی زندگی پہ قطعی دلیل۔ شہید کا مرتے ہی جنت میں داخل ہو جانا

واقعہ یوں ہوا کہ بستی کے لوگوں نے اس شخص کو قتل کر دیا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے اسے فوراً جنت میں داخل کر دیا۔

قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَنَّةَ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِیۡ يَعۡلَمُوۡنَ۝ بِمَا غَفَرَلِیۡ رَبِّیۡ وَجَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ۝

کہا گیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اس نے کہا کاش! میری قوم کے لوگ یہ جان جاتے کہ اللہ نے مجھے بخش دیا ہے اور عزت والوں میں شامل کر دیا ہے۔ (۶)

اس آیت سے معلوم ہوا ہے کہ ادھر اس آدمی کو شہید کیا گیا اور ادھر وہ سیدھا جنت میں چلا گیا اور اس کی قبر کو جنت کا ٹکڑا بنا دیا گیا۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ حیاتِ برزخ قرآن سے ثابت ہے۔

اسی طرح حضور اکرم صلی علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوتی ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

تباہی کا سبب

اور پھر اس قوم کو ایک چیخ کے ذریعے سے ہلاک کر دیا گیا اور اس کی وجہ بھی بیان کی:

مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ۝

ان کے پاس جب بھی کوئی نبی آتا تو وہ اس کا مذاق اڑاتے۔ (۷)

دلائل توحید

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے ثبوت کے لئے زمینی نباتات کے اگنے پر غور کی دعوت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ایک دانے میں سے اناج، غلہ، پھل اور طرح طرح کی نعمتیں پیدا کرتا ہے۔

اور اس کی بعد ہر دیہاتی اور شہری کے مشاہدے میں آنے والے رات دن کا ذکر فرمایا:

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيۡلُ ۖۚ نَسۡلَخُ مِنۡهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ۝ وَالشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ۝ وَالۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِيۡمِ۝ لَا الشَّمۡسُ يَنۢۡبَغِیۡ لَهَاۤ اَنۡ تُدۡرِكَ الۡقَمَرَ وَلَا الَّيۡلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیۡ فَلَكٍ يَّسۡبَحُوۡنَ۝

ان کے لئے ایک نشانی ہے کہ رات میں ہم دن کو کھینچ لیتے ہیں تو ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور سورج اپنے